

شیعہ عقائد و ایمان پر مختصر تبصرہ

شیعہ مذہب کے

چالیس مسائل

امام اہل سنت

حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی ٹاکنسٹونی

شیخ رشید شاہ صاحب

جامعہ عربیہ حسن العلوم
گفٹن ہاؤس، لاہور، پاکستان

شیخہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کی مختصر تصدیق

شیعہ مذہب کے

حاکم

امام اہل سنت

حضرت مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنؤی

شیخہ نشر و اشاعت

جامعہ عربیہ احسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۱۱ گڑھی پست پور کینا ۷۵۱۰۰۱

Tel : 4818210 - 4968356

Fax : 4978102

E-mail: ahsan@fascom.com

www. ahsan-ul-uloom.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله حمدًا شامعًا من الصلوة والسلام على سيد الأولين والآخرين آمين
 و مولانا محمد دہلوی الباطنی ہمدانی من تبعہ الی یوم الدین
اصالہ قبلہ شیعہ جناب مائری صاحب کے رسالہ بر غلطہ تحریر قرآن کا جواب موسوم بہ
 تنبیہ الحائرین تقریباً ایک سال ہوئے بدعات شائع ہو چکا مائری صاحب کو اپنے اس رسالہ
 پر بڑا ناز تھا۔ بڑی دھوم مچا رکھی تھی کہ اس کا جواب شیعوں کی طرف سے ہو ہی نہیں سکتا۔ رسالہ میں
 جا بجا اس قدر مستحکم کا اظہار کیا ہے کہ معلوم ہوتا تھا کہ مائری صاحب قلم ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں
 جواب نکلتے ہی فوراً جواب جواب لکھ ڈالیں گے مگر سب آنکھوں سے دیکھ لیا کہ سب زبانی لفاظی
 فنا ہو گئی۔ ایک سال میں ہی جواب نہ ہوا اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا بلکہ اگر کچھ بھی چاہیں تو جلد
 جو دریاں اور خیانتیں غلط حوالے غلط تعبیر مائری صاحب کے دکھائے گئے ہیں ان کے بعد اب وہ
 تصنیف و تالیف کی حرارت نہ کریں گے اور بالکل روپوش ہو جائیں گے۔ تنبیہ الحائرین میں ضمت
 کچھ مسائل مذہب کا ذکر و اس سلسلہ میں آگیا تھا کہ مائری صاحب نے اپنے مذہب کے مطابق نقل
 ہونے کا بے سرو پا دعویٰ کیا تھا اس موقع پر جالیس مسائل مذہب شیعہ کے نمونے کے طور پر لکھے گئے
 تھے۔ مگر کتب شیعہ کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا نہ عبارتیں نقل کی گئی تھیں نہ کہ طول نہ ہو لہذا اب اس سلسلہ
 میں ان مسائل کے لئے کتب شیعہ کا حوالہ اور ان کی کتب کی اصلی عبارتیں پیش کی جاتی ہیں جس سے
 اپنے نقل و کرم سے اس کو ذریعہ ہدایت بنائے خدا اگرے کہ شیعہ اس رسالے کو دیکھ کر اپنے مذہب
 کی اصلی حقیقت سے واقف ہو جائیں اور اس بات کو سمجھ لیں کہ ایسے بے بنیاد مذہب کا نتیجہ برا دنیا
 کی رسوائی اور آخرت کے عذاب کے لئے نہیں ہے۔ واللہ الموفق والمعين۔

ہیں اور اس کو اپنی جائے بدلتا پڑتی ہے۔

یہ عقیدہ مذکور میں اس قدر ضروری ہے کہ ان کے معصومین کا ارشاد ہے کہ جب تک اس عقیدہ کا اقرار نہیں لے یا گیا کسی بھی کو نبوت نہیں دی گئی اور خدا کی عبادت اس عقیدہ کی ہر ایک گسی عقیدہ میں نہیں ہے۔

اصول کافی صفحہ ۸۴ پر ایک مستقل باب۔ پراکا ہے اس باب کی چند شیں ملاحظہ ہوں

عن زیدارہ بن اعین عن احمد ہما قال ما عبد الله بشئ مثل المبدأ
 زیدارہ بن اعین سے روایت ہے انہوں نے امام باقر
 یا صادق سے روایت کی ہے کہ اللہ کی بندگی بڑا کسے
 پر ایسی چیز ہی نہیں ہے۔

عن مالك الجعفي قال سمعت
ابا عبد الله يقول لو علم الناس
ما في القول بالبداهة لاجروا
ما افترخوا عن الكلام منه

ما افسرنا عن الله امره
عن روازمين حكيم قال معناه
عبد الله عليه السلام يقول ما ينبغي قد
حتى يقرئ بغير خصال البدن والشيء
والسجود والعبودية والطاعة
ما افسرنا عن الله امره
عن روازمين حكيم قال معناه
عبد الله عليه السلام يقول ما ينبغي قد
حتى يقرئ بغير خصال البدن والشيء
والسجود والعبودية والطاعة

ان روایات سے معلوم ہوا کہ عقیدہ بڑا کیسا ضروری چیز ہے اب رہی یہ بات کہ بڑا کیا چیز ہے اس کے لئے لغت عرب کو دیکھنا چاہئے۔ اس کے بعد کچھ واقعات بڑا کے کتب مشیخہ پیش کر دیں گے۔

پھر علماء شیعو کا استدراک چک بدرائے معنی ہی ہیں کہ خدا جابل ہے۔

لغت عرب

بداء عربی زبان کا لفظ ہے۔ تمام نعت کی کتابوں میں لکھا ہے۔
بداء ای ظہر لدی ما لم یظہر یعنی بداء کے معنی ہیں نامعلوم چیز کا معلوم ہو جانا۔ یہ لفظ اسی
معنی میں قرآن شریف میں بکثرت مشعل ہے۔

رسالہ ازالۃ الغرور و امر و بس کے مصنف کو دیکھئے عقیدہ بداء کا جواب دیتے ہوئے لکھتا
ہے کہ یہاں دو لفظیں ہیں۔ بداء بالالف اور بداء بہمزہ۔ شیعہ بداء بالالف کے قائل ہیں اور
اور جو چیز قابل اعتراض ہے وہ بداء بہمزہ ہے حالانکہ یہ محض جہل ہے۔ بداء بہمزہ کے معنی
شروع ہونا اس میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے۔ یہ ہے ان لوگوں کی لغت الائی
اور اس پر یہ لن ترانی لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

واقعات

بداء کے واقعات کتب شیعہ میں بہت ہی گمراہیوں میں دو واقعوں کا ذکر
کافی سمجھے ہیں۔ اول یہ کہ امام جعفر صادق نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے
میرے بعد میرے بیٹے اسمعیل کو امامت کے لئے نامزد کیا ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ امام کی علامات
جو کتب شیعہ میں لکھی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امام ران سے پیدا ہوتا ہے اور اسکی
پیشانی پر آیت کلمۃ ربک صدق وعدہ لکھی ہوتی ہے۔ نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت علیؑ کو بارہ لغافہ سر میر دے گئے تھے جو خدا کی طرف سے آئے تھے جبرئیلؑ نے اسے پس
خبر دی ہے کہ اسمعیل بھی ران سے پیدا ہوئے ہوں گے ان کی پیشانی پر آیت بھی لکھی ہوگی ایک لغافہ
بھی ان کے نام ہوگا۔ مگر افسوس کہ خدا کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسمعیل میں یہ قابلیت نہیں ہے چنانچہ
پھر خدا کو اعلان کرنا پڑا کہ اسمعیل امام نہ ہوں گے بلکہ موسیٰ کاظم امام ہوں گے۔ علامہ مجلسی
بحار الانوار میں روایت فرماتے ہیں اور اس روایت کو محقق طوسی بھی نقد الحاصل میں لکھتے ہیں کہ

عن جعفر الصادق ان اسمعیل	امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ انہوں نے اسمعیل
اسمعیل القائم مقامہ بعد	کو اپنا قائم مقام اپنے بعد کے لئے مقرر کیا مگر اسمعیل سے
تظہر من اسمعیل ما لم	کوئی بات ایسی ظاہر ہوئی جس انہوں نے پسند نہ کیا لہذا
یوقضہ منہ فجعل القائم مقامہ موسیٰ	انہوں نے موسیٰ کو اپنا قائم مقام بنایا اسکی بابت پوچھا کہ
فقال عن ذلک فقال بداء اللہ فی اسمعیل	تو فرمایا کہ اللہ کو اسمعیل کے بارہ میں بداء ہو گیا

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں جس کو شیخ صدوق نے رسالہ افتخار میں منقول کیا ہے کہ
 ما بدأ الله في شيء كما بدأه في | الله کو ایسا بد کیا نہیں جیسا بدامیر نے شیخ اسماعیل
 کے بارے میں ہوا۔

اسمعیل ابنی۔
 دوسرا واقعہ ہے کہ امام علی نقی نے خبر دی کہ میرے بعد میرے بیٹے محمد امام ہوں گے مگر خدا کو یہ
 معلوم نہ تھا کہ محمد اپنے والد کے سامنے مر جائیں گے جب یہ واقعہ پیش آیا تو خدا کو اپنی رائے بدلنا
 پڑی اور خلافت کا حق مقررہ کر دیا۔ بیٹے کو امامت ملتی ہے جس کی سرکشی کو امام بنایا،
 اصولی کافی میں ہے۔

عن ابی الہاشم الجعفری قال کنت
 عند ابی الحسن علیہ السلام بعد ما
 مضی ابنہ ابو جعفر وانی لا تکتفی نفسی
 اربیان اقول کانہما عن ابی جعفر و
 ابی محمد فی هذا الوقت کابی الحسن موسیٰ
 واسمعیل وان قصته کقصتهما اذ کان
 ابو محمد المرجا بعد ابی جعفر فاقبل علی
 ابو الحسن علیہ السلام قبل ان یفلن
 فقال نعم یا ابی ہاشم بعداً اللہ فی
 ابی محمد بعد ابی جعفر ما لہم من
 تعرف لہ کا بعد المر فی موسیٰ
 بعد مضی اسمعیل ما کتبہ من
 حالہ وھو کما حدیثک نفسک
 وان کسوا المنبطون والوحد
 ابی الخلف بعدی عندہ
 علم ما یحتاج الیہ
 و معہ الامام مستر

ابو الہاشم جعفری یہ روایت ہے وہ کہتے تھے میں
 ابو الحسن یعنی امام نقی علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا
 جبکہ ان کے بیٹے ابو جعفر یعنی محمد کی وفات ہوئی۔ میں
 اپنے دل میں سوچ رہا تھا اور یہ کہنا چاہتا تھا کہ محمد
 اور حسن مسکری کا اس وقت وہی حال ہوا جو امام
 موسیٰ کاظم اور اسمعیل فرزند ان امام جعفر صادق کا ہوا
 تھا۔ ان دونوں کا واقعہ بھی ان دونوں کے واقعہ
 کے مثل ہے کیونکہ ابو محمد یعنی حسن مسکری کی امامت
 بعد ابو جعفر (یعنی محمد) کے مرنے کے ہوئی تو امام نقی
 میری طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے قبل اس کے
 کہ میں کچھ کہوں رد و دشمنی دیکھیے) فرمایا اے ابو ہاشم
 اللہ کو ابو جعفر کے مرجع بننے کے بعد ابو محمد کے بارے میں
 پتا ہوا جو بات معلوم نہ تھی وہ معلوم ہو گئی جیسا کہ
 اللہ کو اسمعیل کے بعد موسیٰ کے بارے میں پتا ہوا تھا
 جس نے اصل حقیقت ظاہر کر دی اور یہ بات ویسی ہی ہے
 جیسی تم نے خیال کی اگرچہ بدکار لوگ اس کو ناپسند کریں
 اور ابو محمد یعنی حسن مسکری میرے بعد میرا خلیفہ ہے

اقرار

اگر چہ ایسی صاف بات کے لئے اقرار کی ضرورت نہ تھی مگر خدا کی قدرت
 کو ملائے شیعوں نے اگرچہ اہلسنت کے مقابلہ میں تو ہمیشہ تاویلات کا کام لیا
 لیکن آپس کی تحریروں میں انہوں نے صاف اقرار کر لیا ہے کہ ہمارے خدا کا جاہلی ہونا لازم آتا ہے۔
 شیعوں کے مجتہد اعظم مولوی ولد علی اساس الامول مطبوعہ لکھنؤ کے ۲۱۹ پر لکھتے ہیں اعلیٰ اللہ
 لا یخفی ان یقول بہ احد لقہ یلزمونہ ان یتصف الباری تعالیٰ بالجہل کا لا یخفی۔ ترجمہ جانا چاہیے
 کہ ہاں قابل نہیں کہ کوئی اس کا کافی ہو کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کا جاہلی ہونا لازم آتا ہے جیسا کہ پیشہ نہیں ہے۔
 اس کے ساتھ اساس الامول میں اس بات کا بھی اقرار موجود ہے کہ شیعوں میں سوا حق طوسی
 کے اور کوئی بدا کا منکر نہیں ہوا۔

اب ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ شیعوں کو کیا ضرورت اس عقیدے کے تصنیف کی پیش آئی
 اصل واقعہ یہ ہے کہ جب اسلام کے ہالاک دشمنوں نے مذہب شیعوں کو تصنیف کیا تو وہ خود بھی جانتے تھے
 کہ کوئی انسان اس مذہب کو قبول نہیں کر سکتا لہذا انہوں نے طرح طرح کی تدبیریں اس مذہب کے
 رواج دینے کے لئے اختیار کیں انہیں جملہ کفر و فسق و فجور کے اسے خوب وسیع کر دیئے۔ متعدد لوگوں
 شراکوں کا بازار گرم کیا چنانچہ اس قسم کی روایتیں بکثرت آج بھی کتب شیعوں میں موجود ہیں۔
 الانجیل یہ کہ انہوں نے دنیاوی طمع کا راستہ بھی خوب کشادہ کیا۔ سیکڑوں روایتیں اس معنوں کی
 ائمہ کے نام سے تصنیف کر دی کہ فلاں سن میں جو بیت سی قریب دنیا میں انقلاب عظیم ہو جائیگا
 اور بڑی سلطنت و حکومت ہمارے وحشت شیعوں کو حاصل ہوگی پھر جب وہ سن آتا امدان پیشی ہوگا
 کا ظہور نہ ہوتا تو کہہ جیتے کہ خدا کو بد برا ہو گیا۔ ایک روایت اس قسم کی حسب ذیل ہے۔ اصول کافی
 مطبوعہ لکھنؤ ۳۳۲ میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

<p>بہ تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کام دین امام مہدی کے ظہور کا وقت سن ستر ہجری مقرر کیا تھا مگر جب حسین صلوات اللہ علیہ شہید ہو گئے تو اللہ کا غضب زمین والوں پر سخت ہو گیا لہذا اللہ نے اس کام کو ستر تک پہنچے بار ہم نے تم سے بیان کر دیا تم نے رائد کو فاش کر دیا اور بات مشہور کر دی اب اللہ نے کوئی وقت اس کے بعد کو نہیں بنا</p>	<p>ان الله تبارك وتعالى قد كان وقت هذا الامر في السبعين فلما ان قتل الحسين صلوات الله عليه اشد غضب الله على اهل الارض فاخروا الحارثيين وعاثوا فحدثنا كما نادانا عم الحديث فكشفتم قناع السوء</p>
---	--

الله وتابعد ذلك عندقال حمزة حدث بذلك
بابي عبد الله عليه السلام قال قد كان ذلك

ابو حمزة راوی) کہتا ہے میں نے یہ حدیث امام جعفر صادق
علیہ السلام سے بیان کی انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا

یہ قماش بھی قابل دید ہے کہ جب اہلسنت کی طرف سے اعتراض ہوا تو علمائے شیعوہ کو جواب
دینے کی فکر ہوئی اور اس پریشانی میں انہوں نے ایسی ایسی ناگفتہ بہ باتیں کہہ ڈالیں جو عقیدہ بدلتے
بھی پڑھ گئی۔ مولوی حامد حسین نے استقصاء الانحزام جلد اول صفحہ ۳۸ سے لیکر صفحہ ۵۸ تک پورے
تیس صفحے اسی بحث کے نام سے سیاہ کر ڈالے مگر کوئی بات جلتے نہ بن پڑی۔ بڑی کوشش انہوں
نے اس بات کی کی ہے کہ بدلتے معنی میں تاویل کریں چنانچہ کتب خانہ انہوں نے بدلے کے وہ معنی بیان
کئے ہیں جو غور و اثبات بالمشغ کے ہیں لیکن خود ہی خیال پیدا ہوا کہ یہ تاویل چل نہیں سکتی لہذا علامہ
مجلسی سے ایک تاویل نقل کر کے اس پر بہت ناز کیا ہے۔ یہ عبارت استقصاء جلد اول کے صفحہ ۳۰ پر ملتا ہے
ومنها ان يكون هذه الاخبار تسليية
لغوم من المؤمنين المنتظرين لغزو اديان
الله وغلبته اهل الحق واهله كما روى في
غزو اهل البيت عليهم السلام وغلبتهم
لانهم عليهم السلام وكافوا اخبروا الشيعة
في اول ابتلاءهم باسئلة المخالفين و
شد هم ففقتهم امسدا ليس فرجه لهم
الا بعد الفسنة او الفسقى سنتا
ليسا والرجوعا عن الدين ولكنهم
اخبروا شيعةهم بتجليل الغرض

والا ہے۔
صحاب ائمہ سے منقول ہے چنانچہ اصول کافی ص ۲۳۳ میں
حسن بن علی بن یقطین نے اپنے بھائی حسین سے انہوں
نے اپنے والد علی بن یقطین سے روایت کی ہے کہ ابو الحسن
نے کہا شیعوہ دو سو برس سے امید دلا دلا کر رکھے
جاتے تھے یقطین (دستی) نے اپنے بیٹے علی بن یقطین

یہ تاویل بڑی مستند تاویل ہے
عن الحسن بن علی بن یقطین عن اخيه
الحسين عن ابيه بن یقطین قال قال
ابو الحسن الشيعة تورى بالاماني منذ
سائتي سنة قال قال یقطین لابنه علی

ابو یقین ماہا لقا قیل لنا فلان وقیل کم
 فلعین قال فقال له علی ان الذی
 قیل لنا ولکم کان من مخرج واحد غیر ان
 امرکم حضو فاعطیتہم حصہ فکان کما
 قیل لکم وان امرنا لم یحضر فقلنا
 بالامان فلو قیل لنا ان هذا
 الا امر لا یمکون الا الی ما شئتم
 او ثلاث ما کتبتہ سنة لقت القلوب
 ولوجج عامة الناس من الاسلام
 وکن قالوا ما سر مد وما اقربہ
 نالفا لقلوب الناس۔

و شیرو سے کہا یہ کیا بات ہے جو وعدہ ہم سے کیا
 وہ پورا ہو گیا اور جو تم سے کیا گیا وہ پورا نہ ہوا۔ علی نے
 اپنے باپ سے کہا کہ جو تم سے کیا گیا اور جو ہم سے کیا گیا
 سب ایک ہی مقام سے نکلا مگر قبائے وعدہ کا وقت
 آگیا لہذا تم سے خالص بات کہی گئی وہ پوری ہو گئی اور
 ہمارے وعدہ کا وقت نہیں آیا تھا لہذا ہم امیدوار رہے
 پہلے گئے۔ اگر تم سے کہہ دیا جاتا کہ یہ کام دو ہفتہ
 دو سو برس یا تین سو برس تک تو دلی سخت ہو جاتے
 اور اکثر لوگ دین اسلام سے پھر جاتے اسوجہ سے کہ
 نے کہا کہ یہ کام بہت جلد ہوگا بہت قریب ہوگا لوگوں کی
 تائید طلب کے لئے۔

یہ تاویل اگرچہ ان روایات میں نہیں مل سکتی جن میں برہمچین وقت پیشین گوئی کی گئی ہے
 گول گول الفاظ نہیں ہیں کہ یہ کام جلد ہوگا قریب ہوگا۔ نیز ان روایات میں بھی مل نہیں سکتی جن میں
 کسی خاص شخص کی امامت کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور وہ شخص امام نہیں ہوا یا قبل از وقت مر گیا
 لیکن علامہ شیخ کا فطر سے ہم اس تاویل کو قبول کر لیں تو ماحصل اس کا یہ ہے کہ اماموں کی پیشین
 گوئیوں جو غلط نکل گئیں اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ خدا کو آئندہ کا حال معلوم نہ تھا بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ
 پیشین گوئیاں شیعوں کی تسلی کیلئے بیان کی گئیں شیعوں کے پہلے کے لئے ایسی باتیں کہی گئیں
 اگر شیعوں کو تسلی نہ دی جاتی اور وہ پہلے نہ جاتے تو مرتد ہو جاتے۔

نتیجہ اس تاویل کا یہ ہے کہ ہمارے خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ عقیدہ ہدای کی تصنیف محض ترویج
 مذہب شیعوں کے لئے ہوتی ہے۔

مگر یہاں ایک سوال بڑا اہم یہ پیدا ہوتا ہے کہ بھوٹا پیشین گوئیاں کر کے لوگوں کو
 فریب دینا اور پہلے ان کی تسلی کا فعل تھا۔ آیا ان کے اپنی طرف سے ایسا کرتے تھے یا یہ کہ توت خدا
 کے ہیں۔ غالباً ان کی آمد کا بھانا شیعوں کے نزدیک زیادہ اہم ہو اور وہ خدا ہی کی طرف اس
 حرکت کو منسوب کریں گے تو ہم کہیں گے کہ جہل سے خدا کو بھالایا تو فریب ہی کے الزام میں مبتلا کر دیا

بارش سے بچنے کے لئے صحن سے بھاگ کر پرانے کے نیچے کھڑے ہو گئے۔

یہ بات بھی نتیجہ خیز تھی کہ جو شیعوں اصحاب ائمہ تھے وہ ایسے ضعیف الاعتقاد تھے کہ ان کو مذہب پر قائم رکھنے کیلئے خدا کو یا امموں کو جھوٹی پیشین گوئیاں بیان کرنا پڑتی تھیں۔ طرح طرح سے ان کو بہلا کر پڑتا تھا ایسا نہ کیا جاتا تو وہ مرتد ہو جاتے۔ جب اس زمانے کے شیعوں کا پالنا تھا تو آجکل کے شیعوں کا کیا حال ہو گا اور ان کے بہلانے کے لئے مجتہدوں کو کیا کچھ نہ تدبیریں کرنی پڑتی ہوں گی۔

شیعوں کے اصحاب ائمہ کا تو یہ حال تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کو دیکھو ایسے قوی الایمان کیسے پختہ اعتقاد کے تھے کہ ان کو دین پر قائم رکھنے کے لئے خدا کو جھوٹا پڑانا نہ سول کو۔ ان پر مصائب کے آلام کے پھاڑ توڑے گئے۔ جاذب کی بارش برسائی گئی۔ گران کے قدم کو جنبش نہ ہوئی۔

انصاف سے دیکھو یہی ایک مسئلہ بڑا "بوسے مذہب کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے کافی ہے جس مذہب میں خدا کو مابی یا فریبی مانا گیا ہو اس مذہب کا کیا کہنا۔

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کو جب غصہ آتا ہے تو فصد میں اس کو دوست دشمن کا امتیاز نہیں رہتا۔ حتیٰ کہ اس فصد میں بھلے دشمنوں کے دوستوں کو

دوسرا مسئلہ

نقصان پہنچا دیتا ہے۔ بھلا خیال تو کیجئے کیا خدا کی ہی شان ہونی چاہیے؟ اہل کیا ایسا خدا ماننے کے قابل ہو سکتا ہے؟ سند اس عقیدہ کی پہلے مسئلہ میں اصول کافی ص ۳۲ سے نقل ہو چکی

کہ امام حسینؑ کی شہادت سے جو خدا کو غصہ آیا تو امام مہدیؑ کا ظہور اس نے ٹال دیا حالانکہ امام مہدیؑ کے ظہور نہ ہونے سے شیعوں کا نقصان ہوا۔ قاتلان امام حسینؑ کا کیا بگڑا بلکہ ان کا تو

افساد ہوا۔ یا یہ کہا جائے کہ قاتلان امام حسینؑ شیعہ تھے اسی وجہ سے خدا نے ان کو نقصان پہنچایا اور یہ واقعی بات بھی ہے

شیعوں کا اعتقاد ہے کہ خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ڈرتا تھا اس لئے بہت سے کام ان سے چھپا کر کرتا تھا۔ بظاہر انہوں نے اپنے

تیسرا مسئلہ

نزدیک تو صحابہ کرام کے ظالم ہونے کو ثابت کیا ہے مگر فی الحقیقت خدا کا عاجزی اور خلوصیت جو اس سے ثابت ہوئی اس کا انہوں نے خیال نہ کیا۔ کتاب احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام

نے فرمایا کہ خدا نے اپنے نبی کا نام یسین رکھا ہے اور سلام علی آل یسین اس لئے فرمایا کہ اگر
 صاف صاف سلام علی آل محمد فرماتا تو خدا کو معلوم تھا کہ صحابہ اس کو قرآن میں نہ پہنچے دیں گے
 نکال دیں گے۔ آخری فقرہ عبارت کا یہ ہے کہ لعلہ بانہم یفقدون قولہ سلام علی آل محمد کا استغوا غیث

چوتھا مسئلہ

شیعوں کے نزدیک خدا بندوں کی عقل کا محکوم ہے اور اس پر واجب ہے کہ
 عقل کرے اور جو کام بندوں کے لئے زیادہ مفید ہو وہی کام کرتا ہے یہ عقیدہ
 شیعوں کا اس قدر مشہور اور ان کے عقائد کی ہر کتاب میں مذکور ہے کہ کسی خاص کتاب کے حوالہ کی ضرورت نہیں
 لطافت اس عقیدہ کی ظاہر ہے اس سے زیادہ اب اور کیا ہوگا کہ خدا بھلے عالم کے حکوم
 بنادیا گیا۔ پھر جب شیعوں کا تجویز کیا ہوا انتظام عالم میں نہیں پایا جاتا اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے
 اس وقت خدا پر ترک واجب جرم قائم ہوتا ہے چنانچہ آجکل بھی حندیوں سے خدا ترک واجب
 ترک ہے اس نے کوئی امام معصوم دنیا میں قائم نہیں کیا۔ ایک کتاب میں تو ان پر خوف اس قدر
 کر رکھا ہے کہ وہ فار میں چھپے ہوئے ہیں باہر نکلنے کا نام نہیں لیتے لیکن معلوم نہیں خدا کیلئے ترک
 واجب کی سزا کیلئے اور اس سزا کا دینے والا کون ہے۔

پانچواں مسئلہ

شیعہ فاضل ہیں کہ خدا تمام چیزوں کا خالق نہیں۔ یہ بھی شیعوں کا مشہور عقیدہ
 اور ان کی کتب عقائد میں مذکور ہے وہ کہتے ہیں کہ خیر و شر دونوں کا
 خالق خدا نہیں ہے کیونکہ شر کا پیدا کرنا بُر ہے اور برا کام خدا نہیں کرتا بلکہ شر کے خالق خود
 ہند ہے اس بنا پر کہ بے گنتی بے شمار خالق ہو گئے۔ اہلسنت کہتے ہیں کہ خیر و شر دونوں کا خالق
 خدا ہے اور شر کا پیدا کرنا بُرا نہیں ہے البتہ بشر کی صفت اپنے میں پیدا کرنا بُرا ہے اور اس
 سے خدا بری ہے۔

چھٹا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ذات اقدس میں اصول کفر
 موجود دیتے ہیں۔ اصول کافی کے باب فی اصول الکفر دارکانہ میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ
 امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اصول کفر کے تین ہیں۔
 حریم بکبر۔ حریم تو آدم میں تھا جب ان کو دخت
 کے کمانے سے منع کیا تو حریم نے ان کو آمادہ کیا کہ انہوں
 نے اس دخت میں سے کھالیا اور بکبر ابلیس میں تھا کہ
 قال ابو حیدر علیہ السلام اصول
 الکفر ثلثة الحریم والاستکبار واللمہ
 فاما الحریم فلان آدم حین فی من الشجرۃ
 حمله الحریم علی ان اکل منها واما

الاستكبار فابليس حيث امر بالسجود
لآدم فابى واما الحد فابنا آدم
حيث قتل احد هما صاحبه.

جب اس کو آدم کے سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے انکار
کر دیا اور حسد آدم کے دونوں بیوں میں تھا۔ اسی
وجہ سے ایک دوسرے کو قتل کر ڈالا۔

دیکھو کس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو ابلیس کا ہم پلہ قرار دیا ہے ایک اصول کفر ابلیس میں
ہے تو ایک آدم علیہ السلام میں بھی ہے بلکہ شیوہ صاحبوں نے تو حضرت آدم کو ابلیس سے بھی بدتر قرار
دیا ہے کیونکہ ابلیس میں صرف ایک اصول کفر ثابت کیا ہے یعنی تکبر اور آدم میں دو اصول کفر ثابت
کئے ہیں جرم اور حسد جرم کا بیان تو اس روایت میں ہو چکا حسد کا بیان دوسری روایتوں میں
جنانہ حیات القلوب جلد اول ۱۴۵ میں ہے کہ خدا نے آدم کو اللہ اہل بیت کو حسد کرنے سے منع فرمایا
اور کہا کہ خبردار میرے زوروں کی طرف حسد کی آنکھ سے نہ دیکھنا ورنہ تم کو اپنے قریب سے جدا کر دوں گا
اور بہت ذلیل کروں گا مگر آدم نے ان پر حسد کیا اور اسی کی سزا میں جنت سے نکالے گئے انہی کو
حیات القلوب کا یہ ہے

پس نظر کرو مذہبی ایشاں بدیدہ حسد پس دایں
سبب خدا ایشاں را بخور گداشت دیاری و
تو نین خورد از ایشاں برداشت

پس آدم و حوا نے اللہ کی طرف حسد کی آنکھ سے دیکھا
اس سبب سے خدا نے ان کو ان کے نفس کے حوالہ
کر دیا۔ اور اپنی مدد اور توفیق ان سے روک لی۔

یہ ہے الوا البشر حضرت آدم علیہ السلام کی تہمت استغفر اللہ۔

سائلوں مسئلہ

انہیوں کے متعلق شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان سے بعض خطا کی ایسی
سرزد ہوتی ہے کہ اس کی سزا میں ان سے فوجت میں لیا جاتا ہے چنانچہ

حیات القلوب جلد اول میں ہے۔

و چندین سند معتبر از حضرت صادق علیہ السلام منقول
ست کہ چون یوسف علیہ السلام باستقبال حضرت
 یعقوب علیہ السلام بیرون آمد یکدیگر را طافات
کردند یعقوب پیادہ شد و یوسف را شربت
بادشاهی مانع شد و پیادہ نشد ہنوز از
معانقہ مانع نشدہ بودند کہ حیریل بر حضرت یوسف

بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ اہم صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ جب یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب
علیہ السلام کی پیشوائی کے لئے باہر نکلے اور ایک دوسرے
سے ملے یعقوب پیادہ ہو گئے مگر یوسف کو دیکھ کر باہر
نے پیادہ ہونے سے روکا جب معانقہ سے فاسد ہو گیا
تو حیریل حضرت یوسف پر نازل ہوئے اور خدا کی طرف

نازل شد و خطاب مقرون بكتاب از جانب
رب الارباب آورد که اے یوسف خداوند
عالیان میفرماید که ملک بادشاہی تو مانع شد
کہ پیارہ شوخا برائے بندہ شائستہ صدیق من
دست خود را بکشتا چون دست کشود لکن کف دستش
و برداشتی و در میان انگشتانش نور سے پیران
رفت یوسف گفت ای چہ نور پوئے جبریل گفت
نور پیغمبری بود و از صلب تو ہم نوا ہر دید یعقوب تا نجم
کردہ نسبت بہ یعقوب کہ بولے او پیادہ نشدی۔

سے غصہ کا خطاب لئے کہ اے یوسف خداوند عالم
فرما تا کہ بے کہ بادشاہت سے تمہ کو روکا تو میرے
بندہ شائستہ صدیق کے لئے پیادہ نہ ہوا، بات تمہ کو
کھول جیسے ہی انہوں نے بات تمہ کو لا تو ان کی تسلی
سے اور ایک روایت میں ہے کہ انگلیوں کے درمیان
سے ایک نور نکلا یوسف نے کہا یہ کیا نور تھا جبریل
نے کہا یہ پیغمبری کا نور تھا اب تمہاری اولاد میں
کوئی پیغمبر نہ ہوگا اس کام کی سزا میں جو تم نے
یعقوب کے ساتھ کیا۔

اکھوال مسئلہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا اعتقاد یہ بھی ہے کہ وہ مخلوق سے بہت ڈرتے
ہیں اور یہاں اوقات مارے ڈر کے تبلیغ احکام الہی نہیں کرتے چنانچہ
خدا کی طرف سے حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ حضرت علی کی خلافت کا اعلان
کر دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یکسر کمال دیا کہ میری قوم ابھی تو مسلم ہے اگر میں اپنے بحال
کے متعلق اب احکام دوں تو لوگ بھڑک اٹھیں گے پھر دوبارہ خدا کو کتاب کرنا پڑا کہ اے رسول
اگر ایسا نہ کر دے گا تو فراتین رسالت سے سبکدوش نہ ہوگا اس پر بھی رسول نے ٹالا آخر خدا کو دہم
حفاظت کرنا پڑا اس دہم کے بعد بھی رسول نے صاف صاف تبلیغ نہ کی گول گول الفاظ کہتے
انتہایہ کہ بہت سی آیات قرآنہ رسول نے مارے ڈر کے چھپا دیں جن کا آج تک کسی کو علم نہ ہوا
نہ اب ہو سکتا ہے (دیکھو عماد الاسلام مستقر مولوی دلدار علی مجتہد اعظم شیعہ)۔

نوال مسئلہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا ایک نفس عقیدہ یہ بھی ہے کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے
انعام کو رد کرتے تھے۔ خدا بار بار ان کو انعام بھیجتا اور وہ اس کے لینے سے
انکار کر دیتے تھے۔ آخر خدا کو کچھ ذرہ بھلا دینا پڑتا تھا اس وقت وہ اس انعام کو قبول
کرتے تھے مگر خدا کی کچھ قدر منزلات ان کے دل میں نہ تھی۔ اصول کافی ص ۲۹ میں ہے۔
عن رجل من اصحابنا عن ابی عبد اللہؑ ہما سے اصحاب میں سے ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام
علیہ السلام قال ان جبریل غفل علی محمدؐ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا جبریل غفل علی محمدؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال له يا محمد
ان الله يبشرك بمولود فاطمة
تقتله امتك من بعدك فقال
وعلى ربى السلام لا حاجة لى فى
مولود فاطمة تقتله امتى
من بعدى فخرج جبريل الى السماء
ثم هبط فقال يا محمد ان ربك يقرئك
السلام ويبشرك بانك جاعل في حق
الامامة والولاية و
الوصية فقال اى قد رضيت
فصار رسول الى فاطمة
ان الله يبشرك بمولود فاطمة
لنك تقتله امتى من بعدى
فارسلت اليها ان لا حاجة
لى فى مولود تقتله امتك من
بعدك فارسل اليها ان الله
عز وجل قد جعل فى خريته
الامامة والولاية والوصية
فارسلت اليها اى قد رضيت

پر نازل ہوئے اور ان سے کہا کہ اے محمد اگر آپ ایک
بچہ کی بشارت دیتا ہے جو فاطمہ سے پیدا ہوگا۔ آپ ایک
امت آپ کے بعد اس کو شہید کرے گی تو حضرت فرمایا کہ
اے جبریل میرے رب پر سلام ہو مجھے اس بچہ کی کچھ حاجت
نہیں جو فاطمہ سے پیدا ہوگا اگر میری امت میں بعد قتل
کرے گی۔ پھر جبریل پر چڑھے پھر اُسے اور انہوں نے دیا
ہی کہا۔ آپ نے فرمایا اے جبریل میرے رب پر سلام
ہو مجھے حاجت اس بچہ کی نہیں جس کو میری امت میں
بعد قتل کرے گی جبریل پھر آسمان پر چڑھے پھر اُسے اور
انہوں نے کہا کہ اے محمد آپ پر ورد کا آپ کو سلام
فرماتا ہے اور آپ کو بشارت دیتا ہے کہ وہ اس بچہ
کی ذریت میں امامت اور ولایت اور وصیت مقرر
کرے گا تو حضرت نے فرمایا کہ میں راضی ہوں۔ پھر
آپ نے فاطمہ کو خبر بھی کہ اللہ مجھے بشارت دیتا ہے ایک
بچہ کی جو تم سے پیدا ہوگا میری امت میں بعد اس
قتل کرے گی فاطمہ نے بھی کہا ابھی کہ مجھے کچھ حاجت اس
بچہ کی نہیں جس کو آپ کی امت آپ کے بعد قتل کرے گی
تو حضرت نے کہا ابھی کہ اللہ عز وجل نے اس کی ذریت
میں امامت اور ولایت اور وصیت مقرر کر کے
تب فاطمہ نے کہا ابھی کہ میں راضی ہو گئی۔

دیکھو کس طرح رسول نے خدا کی بشارت کو بار بار رد کر دیا اور شہادت فی سبیل اللہ
کو حقیر سمجھا اور حضرت فاطمہ نے بھی سنت رسول کی پیروی خدا کی بشارت کو رد کر دیا۔ یہ بھی
معلوم ہوا کہ اگر خدا امامت کا لایق نہ دیتا تو بھی رسول خدا کے انعام کو قبول
نہ کرتے۔

سوال مسئلہ

شیعوں کا یہ اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی تعلیم کی اجرت مخلوق سے نہیں لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے قرآن شریف میں حکم دیا ہے کہ اپنی تعلیم کی اجرت لوگوں سے مانگے۔ خود باللہ انبیاء علیہم السلام کی کس قدر قربان اس عقیدہ میں ہے۔ آج ان کے ادنیٰ غلامان غلام ایسے موجود ہیں جو عمر بھر کوئی کام ایسا نہیں کرتے جس کی اجرت مخلوق سے مانگیں جو کام کرتے ہیں خالصاً لوجه اللہ کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ شیعوں کا بہت مشہور ہے اور آیت کریمہ قُلْ لَا تَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرٌ إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ کی تفسیر میں مفسرین شیعہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب ہے کہ نبی کہہ چکے کہ میں تم سے اجرت نہیں مانگتا صرف یہ اجرت مانگتا ہوں کہ میرے قریب والوں سے محبت کرو اور قرابت والوں سے مراد علی قاطبہ حسنین میں اور محبت کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد ان کو مثل میرے امام مانو۔

اہل سنت کہتے ہیں یہ مطلب آیت کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بیسویں آئین قرآن شریف میں ہے جس میں دوسرے پیغمبروں کی بابت ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتے۔ بخاری اجرت تو خدا کے ذمہ ہے اور بہت سی آیتیں ہیں جن میں خاصاً آخرت میں اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ کہہ دیجئے میں اس تعلیم پر کوئی اجرت نہیں طلب کرتا یہ تو صرف ہدایت فتنی کا کام ہے۔ لہذا آیت مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ اس نبی کہہ چکے کہ میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ صرف یہ کہتا ہوں کہ میں تمہارا قرابت دار ہوں۔ قرابت کا خیال کہہ مجھے ایذا پہنچاؤ۔

اس بحث میں ایڈیٹر اصلاح سے تحریری مباحثہ ہوا۔ بالآخر ایک خاص رسالہ موسوم بہ تفسیر آیت مودت القربیٰ اس ناچیز نے تالیف کیا جس کے بعد ایڈیٹر صاحب اصلاح ایسے خاموش ہوئے کہ صدائے برنگاست۔

گیارہواں مسئلہ

یہ فک کے متعلق ہے بہت مشہور مسئلہ ہے لہذا حوالہ کتاب کی حاجت نہیں ہے۔ ہر شیعوں ہر موقع پر مطاعن صحابہ میں یہ فک کا ذکر کرتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فدک حضرت فاطمہ کو دے گئے تھے حضرت ابو بکر نے چھین لیا۔ مگر یہ نقل کے دشمن اتنا نہیں سوچتے کہ رسول پر کس قدر سخت الزام خود غرض اور دنیا طلبی کا غائب ہے۔

بارہواں مسئلہ

عقیدہ تحریف کے متعلق ہے جس کی بابت تنبیہ الحاکمین کے بعد اب کچھ کھنکھنے کی حاجت نہیں۔ پانچوں قسم کی تحریف کی روایتیں ملاشیعہ کا اقتدار سب کچھ اس میں نقل ہو چکا۔

تیرہواں، چودھواں، پندرہواں مسئلہ

ازواج مطہرات کے متعلق ہے کہ شیعوں نے خلاف عقل و نقل کس قدر ناپاک

تعمید ان کے متعلق قائم کر رکھا ہے اس کے متعلق بھی اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں جس کا ہی چلبے ہمارا رسالہ تفسیر آیت تطہیر دیکھے۔

سولہواں مسئلہ

صحابہ کرام کے متعلق ہے اس کیلئے کسی حوالے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ واقعات ہیں جن کا کوئی منکر نہیں ہے اور صحابہ کرام کے متعلق جیسا تجس

تعمید شیعوں کا ہے وہ بھی ظاہر ہے۔

سترہواں مسئلہ

شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کے مجوزہ بارہ امام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل اور ہم رتبہ ہیں اور اسی طرح مصوم و مفترض الطاعتہ ہیں۔ رسول کافی کتاب الحجة صاف الفاظ یہ ہیں کہ ائمہ کو دینی بزرگی حاصل ہے جو محمد علیہ السلام

ماصل ہے اسی حدیث کو صاحب جملہ حیدری نے نظم کیا ہے کہ

ہمہ صاحب حکم برکاتات ہرچون محمد منزہ صفات

اٹھارواں مسئلہ

اماموں کی بابت شیعوں کا یہ عقیدہ سب سے کہ وہ دان سے پیدا ہوتے ہیں پیدا ہوتے ہی تمام اسماء کتب کی تلاوت کر ڈالتے ہیں اور ان کی

پیشانی پر یہ آیہ تحت کھمت رہیٹ صدقا و صدقا لکھی ہوتی ہے۔ سایہ ان کا نہیں ہوتا۔ ناف بریدہ خند شدہ پیدا ہوتے ہیں اور بجائے قابض کے امام سابق کام کرتے ہیں۔ دیکھو اصول کافی و تصنیفات علامہ مرقا قرطبی۔

انیسواں مسئلہ

امام مہدی کے غائب ہونے کے متعلق ہے یہ عقیدہ بھی شیعوں کا اس قدر مشہور ہے کہ کسی خاص کتاب کے حوالہ دینے کا بالکل ضرورت نہیں۔

بیسواں مسئلہ

اماموں کی بابت شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے پاس تمام اشیاء مبارکہ معجزات ہوتے ہیں عصائے موسیٰ، انگشتری سلیمان اسم اعظم اور شرفات

و غیرہ وغیرہ اور ان کو اپنے مرنے کا وقت بھی معلوم ہوتا ہے اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے دیکھو اصول کافی کا سبب کثرتِ احادیث ان مضامین کی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہ ان اوصاف کے قوتِ جہانی بھی ایسی تھی کہ جبریل علیہ السلام شہید القوی فرشتے کے جنگِ خیم میں پرکاش ڈالے۔ دیکھو حیاتِ القلوب و علمِ حیدری۔ ہاں یہ ہمہ ائمہ نے کسی ان معجزات سے کام نہ لیا۔ نہ کہ چھین گیا۔ حضرت فاطمہؑ پر مار پیٹ ہوئی۔ محلِ گرا دیا گیا۔ حضرت علیؑ سے جبراً بیعت ل گئی۔

اس مسئلہ کو اور نیز اس کے بعد جو بیرونی مسئلے ہم نہایت مفصل اپنی دوسری تصنیفات میں بیان کر چکے ہیں کتبِ شیعہ کی جہاز میں بھی نقل کر چکے ہیں اس لئے یہاں طول دینا فضول معلوم ہوتا ہے۔ دیکھو مناظرہ مکیہ میں۔

پچیسواں مسئلہ شیعوں نے غدارانہ کے اصحاب کی بڑی عزت کرتے ہیں ان میں ہمام زعامات ہر میں اہلِ باوجود امام کے زندہ ہونے کے وہ زعامات رافع ہوئے ترکِ کلام و سلام کی نوبت آئی کہ شیعیان میں سے کسی کو غاصبی نہیں کہتے سب کی اچھا کچھ ہیں اور مانتے ہیں بخلاف اس کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی کچھ بھی عزت نہیں ان میں اگر کوئی نزاع ہوا اور وہ بھی بعد رسول کے تو کہتے ہیں ایک فریق کو برا کہنا ضروری ہے۔ اپنے ائمہ کے اصحاب کی تو یہاں تک پاسداری ہے کہ ان غاصب، فاجر، شرابی لوگ بھی ہیں ان کو بھی مانتے ہیں اور کہتے ہیں خدا کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ نفلِ امام کے طفیل میں ان کے پرگنا، مشہور ہو جائیں۔ یہ ہیں سے سمجھ لینا چاہئے کہ شیعوں کو کوئی تعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں اگر کچھ بس تعلق ہوتا تو ان کے اصحاب کی کم از کم اتنی عزت تو کہنے جتنی اپنے خاتمہ کے اصحاب کی کہتے ہیں

پچیسواں مسئلہ شیعہ من حضرات کو امام معصوم کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ان کے پیرو ہیں ان کے اصحاب کی یہ حالت تھی کہ ان میں نہ امانت تھی نہ کمال

قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام انی
انما لظہار من نیکثر علی من اقام لا یتوکل
وتتوکل فلانا وذلانا فلما ملنا وصفا

میں نے امام جعفر صادق سے کہا کہ میں لوگوں سے طاعت
ہوں تو بہت تعجب ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ لوگوں کی
ولایت کے قائل نہیں فلاں اور فلاں کو مانتے ہیں

دعاء و اقوام تبولونکہ لیس اللهم ثلاث
الامانة ولا الوفاء ولا الصدق قال
فاستوى ابو عبد الله عليه السلام حاشا
فاقبل على كاهنبايا فقال
لا دين لمن دافع الله ولا ميتة
امار ليس من الله ولا عتب مني
من دان بولايته امار من الله .

ان میں امانت ہے۔ بچائی ہے۔ دنا ہے اور جو لوگ
آپ کو مٹتے ہیں ان میں نہ امانت ہے نہ بچائی اور
نہ دنا ہے سن کر امام جعفر صادق عید سے جھٹ گئے اور
میری طرف نصہ سے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جس شخص نے
میں سے ایم کو مانا جو خدا کی طرف سے نہیں اس کا دین ہی نہیں
اور میں نے ایسے ایم کو مانا جو خدا کی طرف سے ہے اس پر
کچھ غائب نہیں۔

ف جب اس کے زمانے میں شیعہ بچائی اور امانت اور وفاداری سے غالی تھے تو خیال کر دے کہ اگلے
شیعوں کی کیا حالت ہوگی۔

اس کے اصحاب نے پراغزاء کیا کرتے تھے اور ان کے انکذیب کرتے تھے اس مضمون کی صورت دیکھیں
کتاب شیعہ میں موجود ہے۔ نمونے کے طور پر ایک روایت سنئے۔ یہ حال کشمیر میں ہے مگر ہندوستان کا
من زیادہ ابن الملال قال قلت لابي عبد
الله السلامان ذرارة روى عنك في الاستقام
شيئا فقبلنا منه وصدقناه وقد احببت
ان اعرضه عليك فقال هاتمه فقلت بضم
انه شالنت من قول الله عز وجل والله
عن الناس حج البيت من استطاع اليه
سبيلا فقلت من ملك زاد او واحدة
فهو مستطيع للحج وان لم يحج فقلت
نعم فقال ليس هكذا مثا النحر
لا هكذا امكن ان يذهب على الله كذب على الله
نعم حله ذرارة عن الله لذرارة امها
قال لي من كان له زاد واحدة
فهو مستطيع للحج قلت قد وجب عليه

زیادہ دین حلال کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام
سے کہا کہ ذرارہ نے آپ سے استقامت کے بارے میں
ایک روایت نقل کی ہے کہ اس کو قبول کیا اور اس کی
تصدیق کی اور اب میں چاہتا ہوں کہ وہ حدیث آپ کو
سناؤ امام نے کہا سناؤ۔ میں نے کہا ذرارہ کا بیان ہے
کہ انہوں نے آپ کے اقرار و عمل کے قول و شہادے ان سے
حج الیت کا مطلب پوچھا آپ نے فرمایا جو شخص زاد
اور سواری کا مالک ہو وہ حج کی استطاعت لکھتا ہے
چاہے حج نہ کرے تو آپ نے کہا ہاں امام نے فرمایا
ذرارہ نے مجھ سے اس طرح پوچھا نہ اس طرح
میں نے جواب دیا وہ میرے اوپر جھوٹ جوڑتا ہے۔ خدا
اشک فم وہ میرے اوپر جھوٹ جوڑتا ہے۔ خدا
لعنت کرے ذرارہ پر اس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ جو شخص

فستطیع هو فقلت لا حتی یؤذن لہ قلت
 فاخبرنی بآیۃ بذلت قال نعم قال ذیل
 فقلت است انکوفۃ فقلت
 زرارة فاخبرمتہ بما قال
 ابرہما بلہ وسکت عن لعنہ قال
 انه قد اعطانی الاستطاعۃ من حیث لا یشم
 وما حکمہ ہذا بلہ بصریکلام الرجال
 فہذا وہی زرارة صاحبہ میں پر امام جعفر صادق نے لعنت کی اور دوسری روایت میں
 ہے کہ انہوں نے بھی امام جعفر صادق پر لعنت بھیجی۔ امام نے یہ بھی لکھا کہ وہ میرے اوپر لعنت
 کرتا ہے۔ زرارة کوئی معمول شخص نہیں ہے۔ مذہب شیعہ کے رکن اعظم اور مدعی مستند ہیں۔
 خاص کتاب کی ایک مثلث امادیت انہیں کی روایت سے ہیں۔

یہ بھی علامہ رشید کو اقرار ہے کہ اصحاب ائمہ نے ائمہ سے نہ اصول دین کو یقین کے ساتھ حاصل
 کیا تھا نہ فروع دین کو۔ ائمہ ان سے تقیہ کرتے تھے اور اپنا اصل مذہب ان سے چھپا یا
 اس ضمنوں کی روایات بھی کتب شیعہ میں بہت ہیں۔ نمونے کے طور پر دو ایک روایتیں من لکھے
 علامہ شیخ مرتضیٰ الزمخدری اصول مطہر و ایران کے مدرس ہیں۔

ثم ان ما ذکر من تمسک اصحاب الائمۃ
 من اخذ الاصول والفروع بطریق التقیہ
 دعوی ضمیمۃ واضعۃ للمنع داخل مایضہ
 حلیج ما علم باللعین والاشر من
 اختلاف اصحابہم صلوات اللہ
 علیہم صلی الاصول والفروع ولذا
 شکی غیر واحد من اصحابہ الائمۃ
 الیہم اختلاف اصحابہ فاجابوہم
 تارة بانہم قد اقروا الاختلاف بینہم
 پھر جو یہ بیان کیا ہے کہ اصحاب ائمہ نے اصول و
 فروع دین کو یقین کے ساتھ حاصل کیا۔ یہ دعویٰ
 ناقابل تسلیم ہے اور اسی کا ناقابل تسلیم ہونا ظاہر
 ہے اور کم سے کم اس کی شہادت یہ ہے جو چیز انکو
 دیکھی گئی اور نقل سے معلوم ہوئی کہ ائمہ صلوات اللہ
 علیہم کے اصحاب اصول و فروع میں باہم متضام تھے
 اور اسی وجہ سے بہت اصحاب ائمہ نے ائمہ سے شکایت کی
 کہ آپ کے اصحاب میں اس قدر اختلاف کیوں ہے تو ائمہ
 نے کہی یہ جواب دیا کہ یہ اختلاف ہم نے خود ڈالا ہے

حقاً لمدامہم کافی روایت حریز
وذراۃ والی الیوب الجزار وغری
اجا جو صاحبان ذالک من جفتہ
الکذا مبین کما فی مدایہ
الفیض بن المختار۔

ان لوگوں کی جان بچانے کے لئے چنانچہ حرز و
ذراۃ اور ابو الیوب جزاری روایت میں یہی منقول
ہے اور کبھی یہ جواب دیا کہ یہ اختلاف جھوٹ
لوگنے والوں کے سبب سے پیدا ہو گیا ہے جیسے
فیض بن مختار کی روایت میں منقول ہے۔

مولوی دلدار علی صاحب اساس الامول مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۱۲۴ میں لکھتے ہیں
ہم اس بات کو نہیں ملتے کہ اصحاب ائمہ برحقین
کا حاصل کیا ضروری تھا چنانچہ اصحاب ائمہ کی روایت
سے یہ بات ظاہر ہے بلکہ ان کو حکم تھا کہ احکام دین
کو ثقہ غیر ثقہ نسبت لیں بشرطیکہ قرینہ سے گمان نہ
مائل ہو جائے جیسا کہ تم کو مختلف طریقوں سے معلوم
ہو چکے اور اگر ایسا نہ ہو تو لازم آئے گا کہ امام باقر
صادق کے اصحاب جن سے روایت لے کر آئی ہیں اور
ان کی احادیث میں ہلکا ہونے والے اور دوزخی
ہوں اور یہی حال تمام اصحاب ائمہ کلہے کیونکہ وہ
لوگ مسائل جزئیہ فروریہ میں مختلف تھے جیسا کہ کتاب
العقد وغیرہ سے ظاہر ہے اور تم اس کو معلوم کر چکے ہو

الفروریہ کما یظهر ایضاً من کتاب العقد وغیرہ وقد عرفتہ

اب ایک روایت اس مضمون کی دیکھ لیے کہ ائمہ اپنے متعلق شیروں سے بھی تقیہ کرتے تھے
حتی کہ ابو بصیر عیسیٰ مسلم انکلی سے بھی کتاب استبصار کے باب الصلوٰۃ میں ہے۔

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق
سے پوچھا کہ سنت فجر کس وقت پڑھوں تو انہوں
نے کہا کہ بعد طلوع فجر کے میں نے کہا کہ امام باقر علیہ
السلام نے تو مجھے حکم دیا تھا کہ قبل طلوع فجر کے پڑھ لیا

عن ابی بصیر قال قلت لابی عبد اللہ متی
صلی اللہ علیہ وسلم قال لی بعد طلوع الفجر قلت
لیہ ان اباجعفر علیہ السلام امرنی ان
اصلیح قبل طلوع الفجر فقال یا اباجعفر

ان الشيعة اتوا الى متوشدين
فانتا هم بحر الحق فاقوى
شككا فافستهم بالحقية

تو امام صادق نے کہا کہ اے ابو محمد شیعوں میرے والد
کے پاس ہدایت حاصل کرنے کو آتے تھے لہذا میرے
والد نے ان کو صحیح صحیح مسند بتا دیا اور میرے پاس
شک کرتے ہوئے آئے لہذا میں نے ان کو حقیت
سے قوی دیا۔

ف ابو بصیر کی حرکت دیکھنے کے قابل ہے جب امام باقر علیہ السلام اس مسئلہ کو بتا چکے تھے تو
اب اس کو امام جعفر صادق سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے غالباً ان کا امتحان لینا منظور تھا۔
کیونکہ جناب مائری صاحب انہیں حالات پر انداز نہیں دیا بات کی بنیاد پر آپ اپنے کو
متبع اللہ کہتے ہیں۔

سائیسواں مسئلہ

حضرات شیعوں مولاد رسول میں گنتی کے چند اشخاص کے ماننے کا دعویٰ
کرتے ہیں۔ یا تو سیکڑوں ہزاروں اشخاص کو برا کہنا ان سے عداوت
رکھنا ان پر تبرا بیجا ضروری جانتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم محبت آل رسول ہیں۔ ثواب
اس معنون کے کتب شیعوں میں بہت ہیں۔ کتاب احتجاج مطبوعہ ایران میں بڑے فخر کے ساتھ
لکھا ہے کہ اولاد رسول میں سے جو لوگ مسئلہ امامت میں ہمارے مخالف ہیں ہم ان کا کچھ بھی
خیال نہیں کرتے ان سے عداوت رکھتے ہیں ان پر تبرا بھیجتے ہیں۔ اصل عبارت کتاب احتجاج کی
مناظرہ میکرباں میں منقول ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

اٹھائیسواں مسئلہ

جھوٹ بولن جو تمام مذاہب میں بدترین گنا ہے تمام دنیا کے عقائد
نے اس کو سخت ترین عیب مانا ہے۔ مذہب شیعہ نے اس
کو اعلیٰ ترین عبادت قرار دیا ہے۔ دین کے دشمن سے بتلائے ہیں ان میں سے جو جتنے جھوٹ
بولنے میں ہیں جو جھوٹ دلوئے اس کو بے دین دے ایمان کہتے ہیں۔ جھوٹ بولنا خدا
کا دین بتایا گیا ہے۔ انبیاء و ائمہ کا دین کہا گیا ہے۔ اصول کافی مطبوعہ کفرو کے ص ۸۱ میں ہے
عن ابن ابی عمیر والاحمی قال قال ابو عبد اللہ (ع) من غیر علی سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے
علیہ السلام یا اباعمران تھتہ اعشار
الدین فی النقیۃ ولادین لمن لا نقیۃ له
امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دین کے دشمن
حصول میں سے نوحہ تقیہ میں ہے اور حقیقت کے

والتقية في كل شيء الا في النبوة | وہ بدین ہے اور تقیہ ہر چیز میں ہے سوا نبی و
المسح علی الخفین۔ | محمدؐ دل پر مسح کر سکے۔

ایضاً اصول کافی ص ۲۸۴ میں ہے۔

قال ابو جعفر علیہ السلام التقیة من | امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ میرا دین ہے
ذین و دین ابائے و لا ایمان | اور میرے باپ دادا کا دین ہے اور جو تقیہ نہ کرے
لمن لا تقیة له۔ | وہ بدین ہے۔

اگر مائری صاحب فرمائیں کہ ان احادیث میں تو تقیہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے
نہ جھوٹ بولنے کی تو میں عرض کر دوں گا کہ تقیہ کے معنی جھوٹ بولنے ہی کے ہیں۔ علماء
شیعہ نے بہت کچھ یہ تقیہ پر مابے لیکن تقیہ کے معنی امام معصوم کے قول سے ثابت ہیں۔ یہیں
کوئی تاویل چلی نہیں سکتی۔ اصول کافی ص ۲۸۴ میں ہے۔

عن ابی بصیر قال قال ابو عبد الله
علیه السلام التقیة من دین الله
قلت من دین الله قال ای والله من دین الله
ولقد قال یوسف ایترها العیور
انکم لسا رتوت والله ما
کانوا سر قوا شیئا ولقد قال ابولہم
انی سقیم والله ما کانت
سقیما۔

ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام
فرمایا تقیہ اللہ کے دین میں سے ہے یعنی (تجبہ)
کہا اللہ کے دین میں سے ہے! امام نے فرمایا
ان خدا کا قسم اللہ نے دین میں سے ہے اور یہ تحقیق
یوسف (پیغمبر) نے کہا تھا اے قافلہ داروں جو رہو
حالہ کہ اللہ کی قسم انہوں نے کچھ نہ چرایا تھا اور
ابراہیم (پیغمبر) نے کہا تھا میں بیمار ہوں حالہ کہ
وہ اللہ کی قسم بیمار نہ تھے۔

اس حدیث میں تقیہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کہ وہ خدا کا دین اور پیغمبروں کا
شیوہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تقیہ نام جھوٹ بولنے کا ہے کیونکہ ایک شخص نے جوہری نہیں
تھے حضرت یوسف علیہ السلام پر اتر رہے انہوں نے ہرگز قافلہ داران کو چور نہیں کہا تھا۔ قرآن شریف میں ہے۔
واذن مؤذنا یتعھا الصیر انکم لسا رتوت یعنی ایک اللہ دین دینے والے نے یہ اعلان دیا کہ اے قافلہ داروں جو رہو
اداس اللہ دینے والے نے بھی اپنے خیال کے مطابق سچا اعلان دیا تھا۔ یہ حضرت ابراہیم کا وہ اللہ انہوں نے
اپنے کو بیمار کہا تھا اور یہ جھوٹ ان کو اُس وقت درج و نم کا بیمار ہی تھی۔

کی تھی اس کو امام نے حرکبا امام اس کو تقیہ کہتے ہیں اذ ایک شخص بیار نہ تھا اس لیے کہ
بیار کہا امام اس کو تقیہ کہتے ہیں اور اسی کو عبوث بھی کہتے ہیں۔

ف تقیہ کی پہلی حدیث میں نبی ہے اور موزوں پر مسکنہ میں تقیہ کرنے کی ممانعت
ہے۔ یہ عجیب لطیف ہے۔ خدا جانے ان دونوں کاموں میں کیا بات ہے تقیہ کر کے خدا کے
ساتھ شرک کرنا اور دنیا بھر کے گناہوں کا ارتکاب جائز ہو مگر یہ دونوں کام جائز نہ ہوں
عقل حیران ہے مگر استنبار کے معنی کہتے ہیں کہ ایک دوسری روایت میں ان دونوں عمل
میں ہی تقیہ کرنے کی اجازت ہے اور ہذا عمل اسی کے مطابق ہے اور اسی حدیث کا مطلب انہوں
نے یہ بیان کیا ہے کہ ان دونوں کاموں میں تقیہ اس وقت جائز ہے جب جان یا مال کا خوف
شدید ہو معمولی تکلیف کے لئے جائز نہیں۔ عبادت استنبار کی حسب ذیل ہے۔

اور تعمیری بات یہ ہے کہ امام نے یہ مراد لیا ہوگا
کہ میں ان کاموں میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا جب تک
جان یا مال کا خوف نہ ہو معمولی تکلیف کے برداشت
کر لیتا ہوں اور ان کاموں میں تقیہ اسی وقت جائز
ہے جب کہ خوف شدید جان یا مال کا ہو۔

والثا لثان یكون اذ لا تقیہ
احدا اذ لا یبلغ الخوف علی
النفس او المال وان لم یجد
احتله واما یجوز التقیہ فی ذلك عند
الخوف الشدید علی النفس او المال

استنبار کی اس عبارت میں بھی معلوم ہوا کہ شیعہ جو کہتے ہیں کہ تقیہ ہاں سے بیان خوف جان یا
مال کے وقت کیا جاتا ہے بالکل غلط ہے خوف جان یا مال کی قید صرف مذکور بالا کاموں میں ہے
ان کے سوا اور امور میں بغیر خوف جان و مال کے بھی تقیہ ہاں ہے۔

ف بعض شیعہ تقیہ کی بحث میں گجرا کر یہ بھی کہہ بیٹھے ہیں کہ تقیہ اہل سنت کے یہاں بھی ہے
حالانکہ یہ حق فریب اور دھوکہ دینے کی بات ہے اہل سنت کے یہاں ہرگز تقیہ نہیں ہے
امور ذیل کے سمجھنے کے بعد یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے۔ اول اہل سنت کے یہاں تقیہ
کرنا کوئی ثواب کا کام نہیں کوئی ضروری کام نہیں نہ اس میں کوئی فضیلت ہے جیسا کہ شیعوں
کے یہاں ہے دوم اہل سنت کے یہاں خوف شدید کے وقت میں بحالت اضطراب اگر
تقیہ کی اجازت ہے اہل اسی طرح جیسے کہ بحالت اضطراب سور کا گوشت کھالینا قرآن شریف
میں جائز کیا گیا ہے۔ اس اجازت کی بنا پر کون کہہ سکتا ہے کہ سور کا گوشت مسلمانوں کے یہاں جائز ہے

نوم اہلسنت کے یہاں حالت اضطرار میں بھی تقیہ جائز ہے واجب نہیں اگر کوئی شخص تقیہ نہ کرے
جان دیدے تو ثواب پائے گا۔ چہارم اہلسنت کے یہاں انبیاء علیہم السلام بلکہ جمیع پیغمبران
دین کے لئے تقیہ جائز نہیں صرف ان لوگوں کے لئے جائز ہے جن کے تقیہ کرنے سے دین و
مذہب پر کوئی اثر نہ پڑے۔ ان کھلے کھلے فرقوں کے بعد یہ کہنا کہ اہل سنت کے یہاں تقیہ
ہے سوا ہے جان کے اور کسی چیز کی دلیل ہو سکتا ہے۔

انتہی سوال مسئلہ مذہب شیعہ میں ایجاد دین چھانے کی بڑی ناکید ہے اور دین کے
ظاہر کرنے کی سخت ممانعت ہے اصول کمال ۲۵ میں ہے۔

عن سلیمان بن خالد قال قال ابو عبد اللہ
علیہ السلام یا سلیمان انکم علی دین
من کتمہ اعزہ اللہ و صحت
اذا حہ اذ لہ اللہ۔
سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا کہ تحقیق تم لوگ ایسے دین پر
ہو کہ جو اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا اور
جو اس کو ظاہر کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔

فی الحقیقت شیعوں کا مذہب چھانے ہی کے قابل ہے انہوں نے بڑی عقلمندی کی
کہ زمانہ سلف میں اپنا مذہب ظاہر نہ کیا ورنہ اس کا باقی رہتا دشوار تھا اب شیعوں کی کتابیں
چھپ گئیں اس لئے بہت سی باتیں ان کے مذہب کی معلوم ہو گئیں لیکن علماء شیعہ اب بھی
اپنے غوام سے اپنے مذہب کے اسرار پر مشیدہ رکھتے ہیں۔

تیسرا سوال مسئلہ شیعوں کے مذہب شریعت میں زنا کو ایک عجیب تدبیر سے جائز کیا ہے
اول تو متحری کیا کم تھا اور متحری میں بھی طرح طرح کی جہت میں مشروط

دوری وغیرہ لیکن راء راست زنا کو بھی جائز کر لیا گیا۔ عورت و مرد تنہا راضی ہو جائیں
کوئی گواہ بھی نہ ہو حضرات شیعہ کے مذہب میں یہ بھی نکاح ہے۔ فروع کال جلد دوم ۱۹۸ میں ہے

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال جاء امرأتان الی عمر فقال
الیا ذنبت فطهرنی فامرہما بعبادان
توحید ما خیر بذالک امیر المؤمنین
صلوات اللہ علیہ فقال کیف
امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک
عورت حضرت عمر کے پاس آئی اور اس نے کہا میں
زنا کر رہی ہوں مجھے پاک کر دیجئے حضرت عمر نے اس کے
سنگسار کرنے کا حکم دیا اس کی اطلاع امیر المؤمنین
صلوات اللہ علیہ کو کی گئی تو انہوں نے اس عورت

زَيْتٌ قَالَتْ مَوْتٌ بِالْبَدِيَةِ فَاَصَابَ
عَطشٌ شَدِيدٌ فَاسْتَقْتِ امْرَاً جَا
فَالِهَ انْ يَسْقِيَنِي اِلَّا اَنْ اُمَكِّتَهُ مِنْ
نَفْسِي فَلَمَّا اجْعَدْتُ فِي فَمِ الْعَطَشِ وَ
خَفْتُ عَلَى نَفْسِي سَقَانِي فَاُمَكِّتَهُ
مِنْ نَفْسِي فَقَالِ امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ هَذَا تَزْوِيجٌ
وَرَبُّ الْحَقِيْبَةِ .

بَابُ الْكَلَامِ

پوچھا کہ تو نے کس طرح زنا کی تھی اس عورت نے کہا
میں بھگ گئی تھی وہاں مجھ کو سخت پیاس معلوم ہوئی
ایک اعرابی سے میں نے پانی مانگا اس نے مجھے پانی
پلانے سے انکار کیا مگر اس شرط پر کہ میں اس کو اپنے
اوپر قابو دوں جب مجھ کو پیاس نے مجھ کو بہت مجبور کیا
اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہوا تو میں راضی ہو گئی
اس نے مجھے پانی پلا دیا اور میں نے اس کو اپنے اوپر
قابو دیدیا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو
قسم دہ کعبہ کی نکاح ہے۔

دیکھئے اس روایت کے مطابق زنا کا وجود دنیا سے اٹھ گیا بازاروں میں جس زنا کا
ارتکاب ہوتا ہے اس میں موت دردم با ہم راضی ہو ہی جاتے ہیں یہاں اگر پانی پلا گیا
تو وہاں اس سے بڑھ کر دہ پیہ دیا جاتا ہے۔ گواہ کی صیغہ نکاح کی شرط نہ یہاں ہے
نہ وہاں۔ شاہین۔

مقصود ہے کہ سیم خوں کا وصال ہو۔ مذہب دہ چاہئے کہ زنا بھی ملال ہو۔

کتیباں مسکرا کی بھی اس کے سامنے کچھ ہستی نہیں۔ تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ
مذہب شیعہ میں نہ صرف ملال بلکہ اتنی بڑی جہاد ہے کہ ناز روزہ
مشی مراد و مدت جو حرکات کہتے ہیں ہر حرکت پر ان کو ثواب ملتا ہے۔ غسل کرتے تو ثواب ملتا ہے
ہر قطرہ سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں اور بے تعداد فرشتے قیامت تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہیں
اور ان کی تمام جہاد کا ثواب متعہ کرنے والوں کے لئے گا۔ ایک مرتبہ متعہ کرنے سے امام حسین کا
دو مرتبہ میں امام حسن کا تین مرتبہ میں حضرت علی کا چار مرتبہ میں رسول خدا کا دہ مرتبہ ملتا ہے۔ جو
متعہ نہ کرے گا وہ قیامت کے دن لکھا جائے گا۔

حضرات شیعہ نے متعہ میں ایک لطیف صورت اور پیدا کی ہے اور اس کا نام متعہ دورہ رکھا
ہے جس کے ذکر سے بھی شرم معلوم ہوتی ہے بادل خواستہ بعد ضرورت ذکر کیا جاتا ہے۔ موت
اس کی ہے کہ دس میں آئی کر کسی ایک عورت سے متعہ کریں اور کے بعد درگاہ اس

اس سے ہم بستر ہوں۔ تو وہ ہاتھ منہ۔ اب چند روز سے شیخ اس متعہ کا انکار کرنے لگے ہیں مگر اپنی کتابوں کو کیا کریں گے۔ قاضی نور اللہ شوستری سے کچھ نہ بن پڑا تو اپنی کتاب معائب الزام میں یہ قید لگا دی کہ ہمارے ہاں متعہ دورہ اس محنت سے جائز ہے جس کا حیض بند ہو چکا ہو عمارت ان کا یہ ہے۔

واما تا سحافلان مانسہ الی اصحابنا
من انہم جوزدات یتجنع الرجال
المتعددون لیلہ واحدۃ من امراۃ
سواء کانت من ذوات الاقطاع ام لا
فما خان فی بعض قیودہ وذلک
لانہ الا اصحاب قد خصوا ذلک بالائتہ
لا بما یعمبالایئہ وغیرہا من
ذوات الا قضاے۔

مصنف لواقض الروافض نے جو چاہے اصحاب
امامیہ کی طرف منسوب کیا ہے وہ اس بات کو جائز
کہتے ہیں کہ متعدد مرد ایک رات میں ایک عورت
سے متعہ کریں خواہ اس عورت کو حیض آتا ہو یا نہیں
اس میں ازراہ خیانت بعض قیدیں چھوڑ دی ہیں کیونکہ
جائے اصحاب امامیہ کے متعہ دورہ کو اس عورت
کے ساتھ خاص کیلئے جس کو حیض نہ آتا ہو نہ یہ کہ
جس کے ساتھ چاہے کرے۔ حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو

قاضی نور اللہ شوستری نے یہ جواب دیں کہ ہے اگر مان بھی لی جائے تو بھی جس قدر عیانی
اس فعل میں ہے ظاہر ہے جس مذہب میں ایسے عیالی کے افعال جائز ہوں اس مذہب کے
فردہ ہونے میں کیا شک ہے۔

النجم دور جدید کے نمبر چارم میں متعہ کی بحث لکھی جا چکی ہے جس میں ثابت کر دیا گیا ہے کہ
متعہ مذہب اسلام میں کبھی حلال نہ تھا۔ قرآن شریف کی متعدد آیتیں مکی بھی اور مدنی بھی
حرم متعہ کی تعلیم دیتی ہیں۔ اس مضمون کو دیکھ کر بعض انصاف پسند شیعوں نے بھی اقرار کر لیا کہ
بیشک متعہ اسلام میں کبھی حلال نہ تھا چنانچہ حکیم سید شیر حسن صاحب مولوی فاضل کا اقرار النجم میں
میں چمکے۔

سبب سوال مسئلہ | تبرایازی کے متعلق ہے اس کے لئے کسی خاص کتاب کے حوالے کی ضرورت
نہیں مذہب شیعہ کا رکن اعظم یہی ہے کہ صحابہ کرام کو گالیاں دی جائیں
اس گالی دینے کی بدولت ذلت ہوتی ہے خوئی زری ہوتی ہے دفعہ ۲۹۸ تقریرات ہند کے
ماتحت سزائیں ملتی ہیں مگر پھر باز نہیں آتے۔

۳۳ مسئلہ سوال

غیر مسلم عورتوں کو شگادیکھنا مذہب شیعہ میں جائز ہے فروع کافی جلد دوم

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال النظر الى عورة من ليس بمسلم
مثل نظرك الى عورة الحملان

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص مسلمان
نہ ہو اس کی شرنگاہ کا دیکھنا ایسا ہے جیسا گدھے کی
شرنگاہ کو دیکھنا۔

۳۴ مسئلہ سوال

مذہب شیعہ میں ستر عورت صرف بدن کا رنگ ہے خود اندر مضمون
اپنے عضو مخصوص پر جو نہ لگا کر لوگوں کے سامنے لگے ہو جایا کرتے
تھے۔ فروع کافی جلد دوم مسئلہ میں ہے۔

ان اباجعفر علیہ السلام کان یقول
من کان یومن باللہ والیوم الآخر
فلا یدخل الحمام الا بمیزور
قال فدخل ذات یوم الحمام فتتود
اللعنان اطبقت النورة علی بدنه
القی المیزور فقال له مولیٰ له بابی
انت واهی الخلف لتومینا بالمیزور
قد القیتہ من نضک فقال اما علمت
ان النورة قد اطبقت النورة

امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ پر
اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ حمام میں
غیر پانچواں کے نہ داخل ہو پھر امام ممدوح ایک
دن حمام میں گئے اور جو نہ لگا یا جب جو نہ لگ گیا
تو پانچواں اتار کر پھینک دیا ان کے ایک غلام نے
ان سے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں
آپ ہم کو پانچواں پہننے کی تاکید کرتے ہیں مگر خود
آپ نے اتار ڈالا تو امام نے فرمایا کہ کیا تم نہیں
جانتے کہ جو نہ لگنے شر کر چھایا۔

۳۵ مسئلہ سوال

عورتوں کے ساتھ خلاف وضع فطرت حرکت کا جواز مذہب شیعہ میں متفق
کافی استیعار تہذیب سب میں اس کی روایات موجود ہیں بلکہ بعض
روایات میں یہ بھی ہے کہ امام سے پوچھا گیا کہ آپ بھی اپنی بی بی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں امام
نے اس کے جواب میں انکار کیا ہے۔

لطف یہ ہے کہ اس مسئلہ کا جواز قرآن شریف سے ثابت کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
فما شکوہ حرثکم فاما آخرکم انی تیشتم ترجمہ کیا جاتا ہے کہ عورتیں تمہاری کہتی ہیں
یس اپنی کہتی ہیں جہاں سے پھر آؤ۔ حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہے یوں ہونا چاہئے کہ جس طرح

چاہو اور کھیتی کا مضمون خود اس کو بتا رہا ہے۔ کیونکہ کھیتی کا مقام صرف ایک ہی ہے۔ بعض علماء شیعوں نے اہل سنت کی کتابوں سے بھی اس فعل قبیح کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہوئے۔ دیکھو قباب لآل الکذاب۔

چھٹی سوال مسئلہ یہ و متوا در ملا غل سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ شیعوں کے یہاں درست ہے ان کی کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے لہذا طول دینے کی حاجت نہیں طہارت کے مسائل مذہب شیعہ میں بہت نفیس نہیں ہیں۔ یہاں کی بڑی قدر ہے مگر اب اس وقت طول دینے کو دل نہیں چاہتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ دیکھا جائے گا۔

ہفٹی سوال مسئلہ مذہب شیعہ میں دغا و فریب ایسی عمدہ چیز ہے کہ اکثر اپنے مخالفوں کی نماز جنازہ میں شرکت کرتے اور بجائے دعوے نماز میں ہر دعا دیتے تھے اور اپنے متبعین کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے کہ تم بھی ایسا کیا کرو لوگ سمجھتے تھے کہ امام نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں اور وہاں محاط برعکس ہے۔ فردغ کافی جلد اول صفحہ ۱۱۱ میں ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان رجلاً من المنافقین مات فخرج الحسین بن علی صلوات اللہ علیہ یشی فلقبہ مولاً لہ فقال لہ الحسن علیہ السلام ین تذهب یا ملاح قال فقال لہ مولاد افتر من جنازۃ هذا المنافق ان اصاب علیہ ان قال لہ الحسن علیہ السلام انظر ان تقوم علی یمینی یا صبیعتی اقول فقل مثلہ فلما ان کبر علیہ ولیہ قال الحسن علیہ السلام اکبر انک کبر

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ ایک شخص منافقوں میں سے مرگیا امام حسین صلوات اللہ علیہ اس کی جنازہ کے ہمراہ چلے راستہ میں غلام ان کا ان کو ملا اس سے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ لو کہاں جاتا ہے اس نے کہا میں اس منافق کے جنازہ سے بھاگتا ہوں نہیں چاہتا کہ اس پر نماز پڑھوں حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا دیکھو میرے دائیں جانب کھڑا ہوں اور جو کچھ مجھے کہتے ہوئے حسنا وہی تو بھی کہنا۔ پھر جب اس منافق کے دل نے تکبیر کہی تو حسین علیہ السلام نے بھی تکبیر کہی یہ دعا مانگی کہ یا اللہ اپنے غلام نے بندے پر لعنت کر بزار لعنتیں تو ساتھ ساتھ

الحن فلاما عبدك الف لعدة مؤلفه
غير مختلفه انفسه اخرن عبدك في عبادك
وبلا دك وواصله حر ناك واذقه اشذ
عذابك فاما من كان يتولى لعدايش ويدا
ادبارك ويغض اهل بيت نبيتك -

ہیں مختلف نہ ہیں یا اللہ اپنے اس بندے کو دوسرے
بندوں میں اور شہوں میں رسوا کر اور اپنے آگے کی
کری میں اس کو ڈال اور سخت عذاب اس پر کر کہیں
وہ تیرے دشمنوں سے دشمن تھا تھا اور تیرے دوستوں سے دشمن رہتا
تھا اور تیرے ہم کے الہامیت بغض رکھتا تھا۔

مسئلہ دیکھئے یہ امام معصوم ہیں جو ہر طرح ممکن کو فریب سے رہے ہیں اگر اس منافق کی غار
جنانہ جائز نہ تھی تو امام کو علیحدہ رہنا چاہئے تھا خواہ مخواہ نماز جنتہ میں شریک ہو کر بدو عا کس قدر
نہ موم محسوس ہے غلام بیچارہ جا رہا تھا اس کو زبردستی امام نے شریک کر کے اپنے ساتھ
فریب رہی کا مرتکب بنایا۔ کتب شیعہ میں اس قسم کے افعال اور رائے سے ہی منتقل ہیں۔ اسطورہ مذکورہ
اندھ شیعہ میں اللہ کی دیارت تک بھی نماز پڑھی جاتی ہے اور اس میں ان کی
قبروں کی طرف منہ کیا جاتا ہے قبلہ دھونے کی شرط نہیں یہ مسئلہ بھی
ان کی کتب مرثیہ و فقہ میں مذکور ہے۔ اور غالباً شیرواس کو عیب بھی نہیں سمجھتے کیونکہ کہیں
سے ان کو جہان تعلق نہیں دین اسلام کی تمام چیزوں سے ان کی بے تعلقی ظاہر ہے صرف زبان سے
تعلق کا اظہار جس اس نے کرتے ہیں کہ نادانوں لوگ ان کو اسلامی فرقوں میں شمار کریں اور مسائل کے
بیکالے کا موقع ملے

مسئلہ مذہب شیعہ میں نجاست میں پڑا ہوئی مدلی کی اس درجہ قدر ہے کہ
اس کو اللہ صمدین کی قدا بتا یا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جو شخص اس
مدلی کو کھائے گا جنتی ہو گا من لا یحضرہ الفقیہ باب المكان للحدث میں ہے۔

دخل ابو جعفر ابانہ الخلا فوجد لقمه نذ
فی القدر فاحذ صا و غسلها و
و فمضا ای لملوک معه و قال
یکون معک لا کھلا اذ اخرجت
فلما اخرج قال للملوك ان الله قال اکلها
یا ابن رسول الله فقال انما استقرت
امم باقر علیہ السلام ایک روز یا قانہ کے ملو انہوں نے
ایک لقمہ نجاست میں گرا ہوا پایا پس اس کو اٹھا لیا اور
دھویا اور ایک غلام کو جو ان کے ہمراہ تھا دیا اور فرمایا
کہ اس کو اپنے پاس رکھ جب میں ملوں گا تو اس کو کھاؤ گا
چنانچہ جب ملے تو اس غلام سے پوچھا کہ وہ لقمہ کہاں ہے
غلام نے کہا اسے فرزند رسول اللہ میں نے اس کو کھایا

فی حرف احد الا وجبت له الجنة
فاذهب فانك حر فاني احب
ان استقدم من اهل الجنة

امام نے فرمایا وہ نعمت جس کے پیٹ میں جائے گا اس
کے لئے جنت واجب ہو جائے گی تو جہاد آزاد ہے
کیونکہ میں اس شہداء کو ناپسند کرتا ہوں کہ کسی جنت سے
انحراف لیں۔

چالیسواں مسئلہ

شیعہ نے جو مشہور ائمہ کی حرکت منسوب کر کے روایت کی ہیں ان میں
اسی تدریج اختلاف ہے کہ کون مسئلہ ایسا نہیں جس میں ائمہوں کے مختلف اقوال نہ ہوں اس اختلاف
سے مجتہدین شیعہ کو سخت پریشان کر رکھا ہے۔ بچاے اکثر تو یہ کرتے ہیں کہ مختلف مذہبوں
میں ایک کو امام کا ماصی مذہب کہہ دیتے ہیں اور دوسری حدیثوں کو تنقیہ بکرا اڑا دیتے ہیں
مگر کہیں یہ بات بھی نہیں بنی اس وقت سخت جھڑپ ہوتی ہے۔ مولوی دلداری صاحب نے
اساس الاصل میں عبور ہو کر یہ بھی لکھ دیا کہ اگر ہمارے اختلاف کو دیکھو تو حنفی مت فخری کے اختلاف
سے بدرجہا زیادہ ہے۔ مولوی دلداری نے یہاں تک افراد کر لیا کہ ہمارے ائمہ کا اختلاف عقدہ لایحل
ہے اور ہر جگہ اس بات کو مسلم کر لیا کہ یہ اختلاف کیوں ہے انسانی طاقت سے باہر ہے بہت
شعبہ اس اختلاف کو دیکھ کر مذہب شیعہ سے پھر گئے۔ اساس الاصل ط ۱ میں ہے۔

الاحادیث المأثورة عن الائمة مختلفة
حتى لا يكاد يوجد حديث الا في مقابلته
ما ينافيه ولا يتفق خبر الا في اوائله
ما يناد حتى صار قال شيخ الزجر
لبعض الناقصين عن اعتقاد الحق
كما صرح به شيخ الطائفة في
اوائله التهذيب والاستبصار ومن اشئ
هذه الاختلافات كثيرة جدا من
المقیت والوضع السامع والنسخ و
التقصیر والتعقید غیر هذه
المذكورات من الامور الكثيرة كما وقع

جو مشہور ائمہ سے متعلق ہیں ان میں بہت اختلاف ہے
کوئی حدیث ایسی نہیں مل سکتی جس کے مقابل میں
دوسری حدیث نہ ہو اور کوئی خبر ایسی نہیں ہے جس کا
مقابلہ میں دوسری حدیث موجود نہ ہو ہائیک کہ اس
اختلاف کے سبب سے بعض ناقص لوگ اعتقاد حق یعنی
مذہب شیعہ سے پھر گئے جیسا کہ شیخ الطائف نے تہذیب
استبصار کے شروع میں اس کی تصریح کی ہے اور اس
اختلاف کے اسباب بہت ہیں۔ مثلاً فقہ اور عملی حدیثیں
کا بنایا جانا اور منجہ دل سے اشتباہ کا ہو جانا اور
منسوخ ہو جانا یا قاصر اور مقید کا ہو جانا اور غلط
ان مذکورہ باتوں کے بہت سی باتیں ہیں چنانچہ اکثر باطل

تصريح على اكثرها في الاخبار المأثورة
منهم ليتاذا المناش بعضا من بعض
في باب كل حديثين مختلفين بحيث يحصل
العلم واليقين يتعين المنشاء غير
جدا ونفق الطاقة كما لا يخفى.

کی تصریح ان روایات میں ہے جو ائمہ سے منقول ہیں
اور ہر دو مختلف حدیثوں میں یہ پتہ لگانا کہ کس
سبب سے اختلاف ہوا اس طور پر کہ یقین سبب کا
علم و یقین ہو جائے نہایت دشوار بلکہ طاقت
انسانی سے بالاتر ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

جناب حاکم صاحب! اپنی احادیث کے اس عظیم و شہید اختلافات کو دیکھتے اور
اس پر غور کیجئے کہ ان مختلف حدیثوں میں آپ کے اسلاف نے جس کو چاہا امام کا اصل سبب
کہہ دیا جس کو چاہا تنبیہ وغیرہ کہہ کر اڑا دیا کیونکہ بقول مولوی دلدار علی صاحب کے ہر جگہ
سبب اختلاف کا معلوم کرنا طاقت انسانی سے بالاتر ہے کیا باوجود اس کے بھی آپ اپنے
کو ہر دو ائمہ کہہ سکتے ہیں۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔

تکلف تنبیہ المجاہدین اغواء تنبیہ المجاہدین



یا اللہ مدد

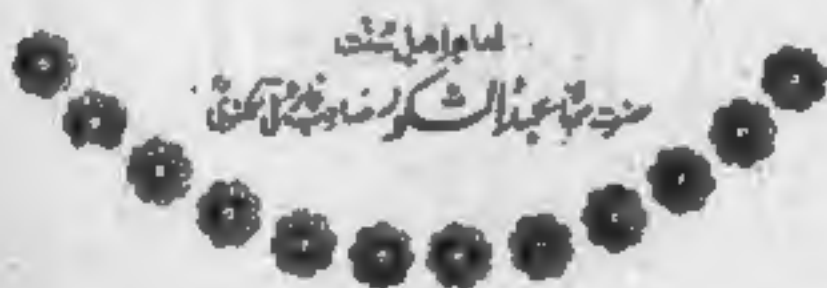


سیرت

خلفاء راشدين

رضی اللہ عنہم

الاقبال



تمام بک مسائل و پردستیابی

جامعہ عربیہ احسن العلوم کے شعبہ نشر و اشاعت (پرنٹ میڈیا) سے
لیٹریچر الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد ذرولی خان صاحب دامت برکاتہم کی
حسب ذیل تصانیف دستیاب ہیں۔

• بدعتوں کے درود کی شرعی حیثیت۔

• پیغام مسرت۔

• احسن العطر فی تحقیق الرکتین بعد الوتر۔

• احسن المقال فی رد صیام ستہ شوال۔

• احسن المسائل والفضائل (رمضان شریف کے احکامات)

علاوہ ازیں دیگر کتب حسب ذیل ہیں۔

• تفسیر حن بصری۔

• علماء حق پر علمائے سوکا بہتان عظیم۔

• دعوت فکر و نظر۔

• احسن التحقیقات۔

• فسرۃ جماعت المسلمین تحقیق کے آئینے میں۔

• صرف سفید عمامہ سنت ہے۔

• غلامان انگریز۔

• النہر الفائق ۴۰ سال سے تالیف ہونے کے بعد منظر شہود پر آرہی ہے (زیر طبع)

• رضا خانی مذہب۔

• مبتدعین کے بارے میں دو ٹوک فتویٰ۔

• شیعہ مذہب کے چالیس مسائل۔